ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.2 2021

فلیش بیک تکنیک ایک تعارف

پروفیسر ڈاکٹر سید اظہر حسین شاہ
شعبہ اُردو
گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج نمبر ایبٹ آباد

Abstract:
"The techniques of flash back in Urdu Literature are the most successful description is its physical quality as it takes the audience back to the past world. It is a technique that brings back the episodes or events that have already occurred. The technique beautifully recalls and remembers something, allowing the audience to experience a flashback."

اُردو سفر نامہ اصناف سخن میں اظہار کی کامیاب ترین بیانیہ صورت ہے۔ اگر موضوعات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو اُردو میں مذہبی، سیاسی، تفریحی، تاریخی اور تحقیقی نوعیت کے سفر نامے ملتے ہیں اور تکنیکی صورت میں خطوط، روزنامچہ، رپورتاژ وغیرہ پر مشتمل سفر نامے لکھے گئے۔ آج کا سفر نامہ محض ایک سفری رپورٹ یا سیاحتی گائیڈ بک نہیں بلکہ ایک ادبی تخلیقی صنف کی شکل میں ڈھل چُکا ہے۔ اس میں سیاح کی بصارت اور بصیرت کے ساتھ فن و تکنیک بھی شامل ہوتی ہے۔ اسی بنا پر عہد قدیم کی نسبت آج کے ترقی یافتہ زمانے میں سفر نامہ اپنے افسانوی اسلوب کی بدولت تکنیک کے جدید تجربات سے گزر رہا ہے۔ آج کا سفر نامہ نگار اپنے سامنے محض تاریخی حقائق اور جغرافیائی حالات کو ہی اہم تصور نہیں کرتا بلکہ اُس کے سامنے متحرک مناظر کے پوشیدہ گوشے اور سائنسی و علمی ترقی کے راز دست بدست کھڑے ہوتے ہیں کہ وہ قاری تک اپنی فہم و بصیرت سے اس طرح پیش کرے کہ اس کا بیانیہ تحیر و تجسس کے جذبات و احساسات پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ مقابلے کا رُجحان بھی پیدا کرے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے۔ جب ایک سیاح بہترین ذرائع ابلاغ کا استعمال کرتا ہے اور اس کا اسلوب بیان جاندار ہوتا ہے اور اس صورت حال میں سب سے بہترین انداز یا طریقہ وہ ہے جس میں فلیش بیک تکنیک کا استعمال ہو۔ چونکہ فلیش بیک تکنیک سفر ناموں میں ایک خاص اسلوب کی نمائندگی کرتی ہے۔ جو لکھنے والے کے وسیع مشاہدات اور تجربات کی مظہر ہے۔

جس طرح ہر انسان اور مقام اپنے انفرادی نام اور وصف سے پہچانا جاتا ہے۔ اس طرح ہر صنف ادب اور ادیب اپنے الگ اور منفرد اسلوب سے پہچانا جاتا ہے۔ جتنا خیالات، جذبات و احساسات میں تنوع ہو گا اتنا ہی اسلوب میں تنوع پیدا ہو گا اور تحریر ایک اعلیٰ ادبی فن پارے کی صورت میں ڈھلے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے دور میں ساختیات اور پس ساختیات کی فلسفیانہ بحث نے اسلوبیات کو مزید اُجاگر کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے اسلوب کے حوالہ سے بہت سے مباحث پروان چڑھ رہے ہیں۔ ان میں ایک فلیش بیک تکنیک کے اثرات اور محرکات سے اسلوبیاتی سطح پر آنے والی تبدیلیوں کی بحث ہے۔ جبکہ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے لکھا ہے:

> "اسلوبیات کا بنیادی تصور اسلوب ہے اسلوب (Style) کوئی نیا لفظ نہیں۔ مغربی تنقید میں یہ لفظ صدیوں سے رائج ہے۔ اُردو میں اسلوب کا تصور نسبتاً نیا ہے۔ تاہم ”زبان و بیان“ ، ”انداز“، ”انداز بیان“ ، ”طرز بیان“، ”طرز تحریر“، ”لہجہ“، ”رنگ“، ”رنگ سخن“، ”اصطلاح میں اسلوب یا اس سے ملتے جلتے معنی میں استعمال کی جاتی رہی ہیں۔ یعنی کسی شاعر یا مصنف کے انداز بیان کے خصائص کیا ہے، یا کسی صنف یا ہیئت میں کس طرح کی زبان استعمال ہوتی ہے یا کسی عہد میں زبان کیسی تھی اور اُس کے خصائص کیا تھے؟ یہ سب اسلوب کے مباحث ہیں۔ ادب کی کوئی پہچان اسلوب کے بغیر مکمل نہیں لیکن اکثر اس بارے میں اشاروں سے کام لیا جاتا ہے اور تنقیدی روایت میں ان مباحث کے نقوش کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ اس روایت کے مقابلے میں جدید لسانیات نے اسلوبیات کو جو نیا تصور دیا ہے۔ اس کے بارے میں بنیادی بات واضح ہونی چاہیے کہ اسلوبیات کی رو سے اسلوب کی تصور اسلوب سے مختلف ہے جو مغربی ادبی تنقید یا اُس کے اثر سے رائج رہا ہے۔"(۱)

اسلوب کے لفظی معنی طریقہ یا ڈھنگ ہے۔ اصطلاح میں یہ لفظ طرز تحریر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ الفاظ کے مجموعہ کا نام ہے۔ الفاظ ایک خاص ترتیب سے آتے ہیں اور تحریری شکل میں آنے والے یہ الفاظ اپنے اندر معنویت اور گہرائی رکھتے ہیں۔ یہ الفاظ اسلوب نگارش کا اظہار ہوتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ یہ کسی بھی لکھنے والے کے ذہنی پس منظر، ذہنی بناوٹ، معاشرت، طرز گفتار، عقائد و نظریات، خیالات و افکار، معمولات زندگی کا آئینہ ہوتے ہیں۔ اسلوب بنیادی طور پر فکر

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.2 2021

کے اظہار کا نام ہے۔ سوچ بچار کے دوران جب ایک لکھنے والا جس ذہنی کیفیت سے گزرتا ہے اُس کے اظہار کے لیے آوازیں، علامتیں، تشبیہات واستعارات لفظوں کا روپ دھارتے ہیں اور پھر ایک تحریر کی شکل میں صفحہ قرطاس پر منتقل ہوجاتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو اسلوب انسانی شخصیت کے اظہار کا نام ہے۔ جس کی وجہ سے ہم کسی بھی انسان کی گفتگو یا طرز تحریر میں استعمال شدہ الفاظ سے اُس کی شخصیت کی مختلف جہتوں سے آگاہ ہوجاتے ہیں۔ اسلوب نگارش کے اعلیٰ ہونے کے متعدد پہلو ہیں جس میں خاص نوعیت تنوع یا بوقلمونی ہے۔ یہ خوبی کسی بھی ادیب کو تکرار سے بچاتی ہے۔ اسلوب نگارش میں دلکشی اور دلچسپی پیدا ہوجاتی ہے۔ نئی معلومات اور تازہ خیالات سے تحریر آراستہ ہوتی ہے۔ قاری دلچسپی کے ساتھ لطف محسوس کرتا ہے اور یہ خوبی خاص طور پر اُس ادیب کی تحریروں میں پیدا ہوتی ہے جس نے زندگی اور اس سے جوڑی حقیقتوں کو نزدیک سے دیکھا ہو اور زمانے کی بے شمار تلخیوں کو برداشت کیا ہو اور اپنے اندر اُتارا ہو۔ اُس کے تجربات ومشاہدات میں وسعت ہو۔ اس طرح جب وہ اپنے تخیل میں موجود ماضی وحال کو سمیٹ کر اپنی تحریروں کا قصہ بناتا ہے تو اُس کا اسلوب متنوع جذبات واحساسات اور واقعات ومشاہدات سے مزین ہوجاتا ہے۔ تخیل کا حسن کسی بھی شاعر یا ادیب کا سرمایہ حیات ہوتا ہے۔ تخیل کا حسن ظاہری حسیات سے زیادہ اہم ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر انسان کا ذہن ایک ایسے سٹور کی مانند ہوتا ہے جس میں ماضی وحال کے مشاہدات وتجربات سے حاصل کی ہوئی معلومات کا ذخیرہ ہوتا ہے۔ اگر انسان کے پاس قوت متخیلہ نہ ہو تو یہ معلومات ذہن میں بکھری ہوئی حالت میں پڑی رہتی ہیں۔ قوت متخیلہ ان بے ترتیب اور بکھری ہوئی معلومات کو آراستہ کرتی ہے اور پھر تخیل کی یہ طاقت ان خیالات کو ہمارے سامنے موجود مناظر سے مطابقت رکھتے ہوئے پردہ شعور پر منعکس کردیتی ہے بلکہ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سوچتے سوچتے بہت سی ایسی باتوں یا واقعات سے آگاہ ہوجاتے ہیں جو ہم کو نئی اور تازہ معلوم ہوتی ہیں۔ ہمیں یقین نہیں آتا کہ یہ معلومات پہلے سے ہمارے دماغ میں موجود تھیں یا کسی شعوری محبت کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ یہ معلومات ہمارے بہت پہلے کے مشاہدات اور تجربات سے اخذ شدہ تحت الشعور میں موجود ہوتی ہیں۔ لیکن ہمیں اس ترتیب لاشعور کا ادراک نہیں ہوتا اس قوت کا نام تخیل ہے جو ماضی وحال کے واقعات ومشاہدات کو لفظوں کی صورت میں دلکش اور خوبصورت متحرک تصاویر کے سانچے میں ڈھال کر صفحۂ قرطاس پر منعکس کرتی ہے۔ یہ ایک فطری قوت ہے جو اپنی مرضی سے وقت اور ضرورت کے تحت معلومات کو ترتیب دے کر پیش کرتی ہے اور ان معلومات سے ایک نیا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اگر دیکھا جائے انسان کا جسم متعدد اعضا کا مجموعہ ہے۔ جو مشترک اور متضاد صفات کے حامل ہوتے ہیں۔ اگر بغور مشاہدہ کیا جائے تو انسان کے متنوع اعضا مثلاً قوت سماعت، قوت گویائی، قوت بصارت، حسن لطافت، قوت تحرک اور خواہش خواب آوری جیسی صفات کا بظاہر آپس میں کوئی ربط نظر نہیں آتا لیکن ان تمام بکھری ہوئی صفات انسانی کو جو چیز ایک منظم حالت میں ترتیب دیتی ہے اُس کا نام روح ہے۔ اسی طرح سے قوت متخیلہ منتشر خیالات کو منظم اور مجتمع کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تخیل ارادے اور تفہیم کو ایک توازن کی صورت عطا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے نیا پن اور دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ تخیل کی جو سب سے بڑی خوبصورتی ہے کہ یہ زمانوں کا احاطہ کرتا ہے اور ماضی وحال کی قید سے انسان کو آزاد کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر شاعر اور ادیب فلیش بیک تکنیک کے ذریعہ گزرے ہوئے واقعات ومشاہدات اور مناظر کا حال سے ربط پیدا کرتے ہیں۔

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم اس بارے میں لکھتے ہیں:

> "تخیل کی جولان گاہ بہت وسیع ہے۔ اس کی مدد سے ماضی اور مستقبل کو حال میں سمیٹا جاسکتا ہے۔ ایک شاعر یا نثر نگار زمانہ حال میں موجود ہوتا ہے لیکن اپنے تخیل کی مدد سے گزرے ہوئے واقعات کا ربط اس خوبصورتی سے حالیہ کیفیات سے جوڑتا ہے کہ قاری کا ذہن اس سے نہ صرف حظ اُٹھاتا ہے بلکہ تاریخ کے کسی اہم واقع سے متعلق معلومات بھی حاصل کرتا ہے۔ محمود نظامی نے اپنے سفر نامہ "نظر نامہ" میں مصر کے مجسموں کی تصویر کشی کرتے ہیں تو اُن کا تخیل انھیں فراعین کے دور میں لے جاتا ہے جہاں تکبر اور غرور کے پتلے اپنے آپ کو خدا سمجھ کر مخلوق خدا کا استحصال کرتے رہے۔ تخیل کی مدد سے تصورات کو حقیقت میں بدلا جاسکتا ہے ایسی مجرد اشیا اور اجسام جن کی مادی حقیقت نہیں ہے اُن کا دیکھا جانا ممکن نہیں تخیل کی مدد سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ تخیل نہ صرف خود اُن کا مشاہدات کی از سر نو ترتیب کرتی ہے۔ نقطہ حال پر ماضی اور مستقبل کو سمیٹتی ہے اور تصورات کو تجسیمی شکل دیتی ہے۔"(۲)

فلیش بیک بھی ایک ایسی ہی تکنیک ہے جو کسی بھی ادیب یا شاعر کی ماضی وحال کی سوچ کا سنگم ہوتی ہے۔ اس میں مصنف ماضی کے واقعات حالیہ مشاہدات کو مجتمع کرکے الفاظ سے تراش کرکے قاری کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اس سارے عمل کے دوران لکھنے والا موازنہ اور تقابل جیسے حربے بھی بروئے کار لاتا ہے اور پیش منظر

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.2 2021

کے ساتھ اُس کا تخیل ماضی سے ہو کر گزر تا ہے۔ اس طرح وہ وقت موجود میں نظر آنے والے مناظر اور واقعات سے ماضی کے مناظر اور واقعات کا ربط پیدا کرتا ہے۔ مختصر اًیہ کہ تخیل وہ قوت ہے جس کی بازگشت "فلیش بیک" اور "فلیش فارورڈ" کی صورت میں ہر زمانے میں محسوس کی جاسکتی ہے۔ ایسی صورت حال میں زبان و بیان کی جملہ فنی خوبیوں سے بھی ادیب یا شاعر کام لیتا ہے اور اپنے اسلوب بیان کو جدت عطا کرتا ہے۔ جہاں تک سفر نامہ نگاری کا تعلق ہے ایک سفر نامہ نگار دوران سفر کے مشاہدات و تجربات کو اپنے ذاتی جذبات و تاثرات کی آمیزش اور تخیل کی بلند پروازی سے قاری کو اپنے ساتھ ساتھ حیرت و استعجاب کی کیفیت سے دوچار کرتے ہوئے ماضی و حال اور کی سیر کراتا ہے۔ ایسی صورت حال میں جہاں تہذیب و تمدن کے باہم تجربات سامنے آتے ہیں وہیں پر سفر نامہ نگار کی داخلی کیفیات کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا سفر نامہ نگار مناظر پر سطحی نظر نہیں ڈالتا بلکہ اُن کا عمیق جائزہ پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ملکوں کی سماجی و معاشرتی زندگی، ماضی و حال کی شخصیت سے جوڑے واقعات، تاریخ، ترقی یافتہ قوموں کی ترقی کے راز یہ تمام چیزیں آج کے سفر ناموں کے موضوعات میں شامل ہیں اور تخیل کی کار فرمائی سے سفر نامہ نگار واقعات و حادثات کے باطن میں پوشیدہ حقائق سے قاری کو آشنا کرتا ہے اور سفر ظاہری سطح سے بلند ہو کر ایک ذہنی، روحانی اور تخلیقی سطح کی چیز بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے بہت سے سفر نامہ نگاروں نے دوران سفر اپنے احساسات و جذبات کو مؤثر انداز میں پیش کرنے کے لیے "فلیش بیک تکنیک" کا استعمال کیا ہے۔ جو قاری پر نہ صرف پیش منظر کے حسن و خوبی کو ظاہر کرتی ہے بلکہ اُس سے جڑے ماضی کے بہت سے واقعات کو بھی متحرک فلم کی صورت میں پیش کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

ڈاکٹر اشفاق احمد ورک اس بارے میں لکھتے ہیں:

> "ہمارے بعض سفر نامہ نگاروں نے اپنے سفری تاثرات کو باقاعدہ افسانوی انداز میں پیش کرنے کی بھی سعی کی ہے اور سفری روداد کو کہانی پن سے ہم آہنگ کرنے کی خاطر تخیل اور فلیش بیک کا سہارا لیا ہے۔"(۳)

سفر نامہ میں فلیش بیک کا موزوں استعمال سفری روداد کو نہ صرف قاری کے لیے دلچسپ بناتا ہے بلکہ فنی حسن میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اگر مواد اچھا ہو تو بہترین تکنیک سفر نامے کی داخلی خوبیوں کو اُبھارنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ گذشتہ تین دہائیوں سے اُردو سفر نامہ کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہیں پر اسلوب اور تکنیک میں بھی وسعت پیدا ہوئی۔ سیاحت نامے بوجھل اور روکھے اسلوب سے نکل کر افسانوی رنگ میں منظر عام پر آئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا نقاد جدید سوچ کا حامل ہے اور وہ سفر ناموں میں ایک ایسے اسلوب کی ضرورت محسوس کرتا ہے جس میں ابلاغی آہنگ ہو۔ اس بارے میں ڈاکٹر نفیسہ حق لکھتی ہیں:

> "سفر نامے کے لیے ایک ایسے بیانیہ اسلوب کی ضرورت ہوتی ہے جو مسافر سیاح کو دیکھے ہوئے مناظر مشاہدات و تجربات اور قلبی واردات کو پورے ابلاغی آہنگ میں پیش کر سکے۔"(۴)

اس کے لیے ضروری ہے۔ سیاح کی روداد سفر کی پیش کش ادبی نوح کی ہو اور اس کے لیے تکنیک اور فنی چابکدستی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ جس سے سفر نامہ ایک اعلیٰ درجہ کا ادبی و تخلیقی فن پارہ بنتا ہے۔ اگر اس نظریہ پر یقین کر لیا جائے تو یہ جاننا ضروری ہو جاتا ہے کہ دیکھا جائے کہ تکنیک بنیادی طور پر کس چیز کا نام ہے اور اس کا مفہوم کیا ہے۔

تکنیک کیا ہے؟

تکنیک یونانی لفظ "Techiko" سے انگریزی زبان میں آیا اور اُردو میں یہ لفظ انگریزی سے لیا گیا۔ جس کے معنی "فن" یا "طریقہ کار" کے ہیں۔ اس کے علاوہ اس لفظ کو عموماً طرز تحریر یا "قدرت بیان" کے معنوں میں بھی لیا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ ایک اصطلاح ہے جس کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں۔

فیروز اللغات میں اس تکنیک کو یوں بیان کیا گیا ہے:

> تکنیک: () Technique (۱) فنون کا نظریہ (۲) ہنر مندی (۳) فنی طریقہ اظہار۔"(۵)

قاموس الاصطلاحات میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

> "Technique اسلوب فن، تکنیک، فن پہلو۔"(۶)

قومی انگریزی اُردو لغت کے الفاظ میں تکنیک کو کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

> "Technique: تکنیک، فنی پہلو، ڈھنگ، اسلوب، صنعت گری، لائحہ عمل، طریقہ کار، آداب فن، کاریگری، مہارت، تکنیکی مہارت۔"(۷)

جبکہ کشاف تنقیدی اصطلاحات کے مطابق اس کے معنی کچھ یوں بیان کیے گئے ہیں:

"تکنیک سے مراد وہ طریقہ جس سے فن کار اپنے موضوع کو پیش کرتا ہے۔(ارسطو) جیسے بیانیہ تکنیک، ڈرامائی تکنیک، مکالمے کی تکنیک، خود کلامی کی تکنیک، روزنامچہ کی تکنیک وغیرہ۔"(۸)

ڈاکٹر عمر فاروق اصطلاحات نقد و ادب میں اس بارے میں لکھتے ہیں:

"تکنیک امریکن انگریزی لفظ Technique کی تارید ہے۔ جو یونانی لفظ Takne بمعنی فن سے ماخوذ ہے۔ فنی تخلیق اور سائنسی عمل کی تکمیل کا طریق کار۔"(۹)

ڈاکٹر سلیم اختر تنقید میں لکھتے ہیں:

"ادب اور فنون لطیفہ (جیسے مصوری، مجسمہ سازی، رقص، موسیقی) میں مواد کی پیشکش کا انداز۔ تکنیک کو ایسا سانچہ سمجھنا چاہیے جس میں مواد بھر دیا جائے جیسے درزی کپڑوں کو کاٹ کر مخصوص صورت دیتا ہے۔ اس مثال سے تکنیک کو سمجھا جا سکتا ہے۔ تکنیک سے ہی صنف صورت پذیر ہو کر مخصوص نام حاصل کرتی ہے۔"(۱۰)

اُردو ادب میں تکنیک کی قطعی تعریف کا تعین نہایت مشکل امر ہے۔ جبکہ ممتاز شیریں نے افسانے کے تعلق سے مٹی کے برتن بنانے کی تمثیل کے ذریعہ تکنیک کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"افسانے کی تعمیر میں جس طریقہ سے مواد ڈھلتا جاتا ہے۔ وہی تکنیک ہے۔۔۔ ایک برتن بنانے کے لیے سب سے پہلے مٹی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے خام مواد سمجھ لیجیے پھر اس میں رنگ ملایا جائے گا۔ یہ "اسلوب" ہے۔ پھر کاریگر مٹی اور رنگ کے مرکب کو اچھی طرح گوندھتا ہے۔ توڑتا مروڑتا ہے، دباتا کھینچتا، کسی حصے کو گول کسی کو چکور کہیں سے لمبا اور کہیں سے گہرا اور مخصوص شکل ہونے تک اسی طرح ڈھالتا چلا جاتا ہے اور آخر میں جو شکل پیدا ہوتی ہے۔ اُسے ہیئت کہتے ہیں۔"(۱۱)

انگریزی لغات میں بھی اس کا مفہوم کم و بیش اُردو کی طرز پر ہی ہے۔ "Rabia Dictionary" کے مطابق اس کی وضاحت کچھ اس طرح سے ہے:

"Technique (Tekni) تکنیک، فنی پہلو، ڈھنگ، لائحہ عمل طریق۔"(۱۲)

"New Oxford Dictionary" کے مطابق اس کا مفہوم کچھ یوں بیان کیا گیا ہے:

“Technique: a Particular way of doing something especially one in which you have to learn Special Skill: that artist combine differant technique in the same Painting."(13)

انگلش ڈکشنری کے مطابق:

"Technique:

a). Method of manipulation in an act)

b) Artistic Execution."(14)

مختلف انگریزی، اُردو لغت اور اصطلاحات کی کتب سے تکنیک کی تعریفوں کو دیکھ کر یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مواد کو فن کے مختلف سانچوں میں ڈھال کر اُس میں زبان و بیان کی جملہ فنی خوبیوں کی آمیزش ہے۔ ایک ادیب اپنی تصنیف کو جس طریقہ یا انداز سے پیش کرتا ہے۔ اُس کو تکنیک کہا جا سکتا ہے۔ اس پس منظری مطالعہ کی روشنی میں "فلیش بیک تکنیک" کی تعریف اور استعمال کا جائزہ پیش کرے گیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.2 2021

فلیش بیک تکنیک کیا ہے؟ اور اس کا استعمال کس طرح کیا جاتا ہے اور اصناف سخن میں اس کی افادیت کیا ہے۔ ان تمام مباحث کو سمجھنے کے لیے انسائیکلوپیڈیا میں فلیش بیک کی تعریف کا جائزہ ہے۔ تاکہ اس کے طریقہ استعمال کو بہتر انداز میں سمجھا جاسکے۔

Oxford learner Dictionary کے مطابق فلیش بیک کے تعریف کچھ یوں بیان کی گئی ہے:

"(1) A part of film / movies, that shows a scene that happened earlier in time than the main story.

(2) A Sudden very clear strong memory of something that happened in the past, that is real you feel that you are living through the experience again."

ترجمہ: (۱) فلم یاڈرامہ کا وہ حصہ جو مرکزی کہانی سے پہلے گزرے ہوئے مناظر کو دوبارہ دکھاتا ہے۔

(۲) ماضی میں ہونے والے کسی واقعہ کی یاد جو کہ اچانک آپ کے ذہن میں آجائے اور آپ کو ایسے محسوس ہوتا ہے۔ آپ ماضی کے اُس تجربے سے دوبارہ گزر رہے ہیں۔" (۱۵)

Dictionary & Cuddin Encyclopedia کی روسے تعریف:

"(1) A Sudden brief brush of light and instnat or moment.

(2) A fleeting emotional out burst.

(3) A Sudden ideas that passwiftly,

(4) (Flashback) Cinema, momentary reproduction on Screen of earlier episode in film Story."

ترجمہ: "(۱) ایک مختصر اور اچانک روشنی یا لمحہ۔

(۲) ایک تیزی سے آنے والا جذباتی سیلاب۔

(۳) ایک اچانک سے آنے والی خیال جو تیزی سے گزر جائے۔

(۴) فلمی کہانی کی گذشتہ اقساط کی سینما کے پردے پر دوبارہ پیش کرنا۔" (۱۶)

literary Theory & Dictionary of literary terms کے مطابق فلیش بیک کے مفہوم کی وضاحت کچھ یوں پیش کی گئی ہے:

" A term which probably derive from the cinema and which is now also used to describe any Scene or episode in a play, novel, Story or poem which is inserted to show events that happened at an earlier time. It is frequently used in modern fiction."

ترجمہ: "ایک ایسی اصطلاح جو غالباً سینما سے لی گئی اور جو اب کسی ناول، کہانی، نظم، یاڈرامہ کی گذشتہ قسط یا منظر کو دوبارہ بیان کرنے یا پیش کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اب فلیش بیک تکنیک متوتر جدید افسانوی ادب میں استعمال ہوتی ہے۔" (۱۷)

ایک ادیب اپنے علم، مشاہدہ، تجربہ اور ذاتی کردار سے فنی و تکنیکی مہارت کو بروئے کار لا کر اعلیٰ درجہ کا فن پارہ تخلیق کرتا ہے۔ جس کی دلکشی اور خوبصورتی کی گونج ماضی وحال او مستقبل پر محیط ہوتی ہے۔ اُردو اصناف سخن میں اگر صنف سفر نامہ پر نظر ڈالی جائے تو بیسوی صدی کے آغاز ہی سے بہت سے ادیبوں نے علمی،

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.2 2021

تفریحی اور مذہبی سفر نامے قلم بند کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جدید تکنیک کے تجربات سے سفر نامہ نگاری کے فن کو روزناموں، ڈائریوں اور خطوط کی تکنیک سے بلند کر کے "فلیش بیک تکنیک" کو بیانیہ کا حصہ بنا کر سفر نامے کو تخلیقی اصناف سخن کے درجہ پر پہنچا دیا ہے۔ دیگر اصناف سخن کے ساتھ سفر ناموں میں بھی ملکوں اور شہروں کی تہذیبی و ثقافتی یا علمی ترقی کے حوالہ سے تخیل کے بہاؤ کو اپنے ملک و قوم کی طرف موڑ کر ماضی و حال اور مستقبل کے تقابل و موازنہ کی کوشش میں معاشرتی رویوں، اقدار، رہن سہن اور مشاغل کے پیچھے پوشیدہ سوچوں کو فلیش بیک کے ذریعہ اُجاگر کیا جاتا ہے۔ انسانی نفسیات ہے جب وہ ان دیکھے جہانوں کی سیر کرتا ہے تو اُن ملکوں اور شہروں کے فطری مناظر، روزمرہ زندگی اور تاریخی آثار سے نہ صرف متاثر ہوتی ہے بلکہ جذبہ تحیر و تجسس سے ہر چیز کا بغور مشاہدہ کرتا ہے اور بعض اوقات پیش منظر میں موجود مناظر فطرت، کرداروں واقعات یا انسانی رویوں سے مماثل و متضاد کوئی منظر یا واقع جو اُس کے ذہن کے گوشے میں محفوظ ہے ایک فطری ربط کی صورت میں فلیش بیک کو بروئے کار لاتے ہوئے حالیہ صورت حال کے مطابق منظر عام پر آگے تحریر کا حصہ بن جاتا ہے۔ اس ساری صورت حال میں انسانی جذبات واحساسات کا بہت بڑا عمل دخل ہوتا ہے جو کہ تخیل کو متحرک کر کے ماضی کی یادوں کو موجود واقعات کے ساتھ ایک ترتیب سے جوڑ دیتے ہیں۔ ڈاکٹر انور سدید اس حوالہ سے لکھتے ہیں:

"جدید سفر نامہ نگار نے بالعموم ذات اور ماحول کی دوئی کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ منظر کی اُن جزئیات کو سمیٹتا ہے جن پر مسافر کی نظر نہیں پڑتی لیکن سیاح کی نظر پڑتی ہے تو اس منظر کی روح کو اپنے بدن میں اُتارے بغیر آگے نہیں بڑھتی ہے۔"(۱۸)

آج کا سفر نامہ نگار منطقی سوچ کا حامل ہے۔ وہ صرف مناظر سے لطف اندوز نہیں ہوتا وہ خوبیوں اور خامیوں سے مزین اذہان کا مطالعہ بھی کرتا ہے۔ وہ سائنسی علوم سے کشید کی جانے والی ترقی پر بھی نظر رکھتا ہے اُس کے قلب و نظر میں گہرائی ہے وہ صرف منظر کو نہیں دیکھتا اُس کے پیچھے چھپی ہوئی حقیقتوں کا ادراک بھی چاہتا ہے۔ وہ دور دیس کی بلند و بالا خوبصورت عمارتیں دیکھ کر مرعوب نہیں ہوتا بلکہ اُن کی بنیادوں میں لاچار اور بے کس اقوام کے مدفون جذبوں کا بھی متلاشی ہے۔ وہ" اُندلس" کے کھنڈرات پر کھڑے ہو کر نقش و نگار سے مزین پتھروں کا جائزہ ہی نہیں لیتا بلکہ مسلمانوں کے تابناک ماضی اور زوال کی کہانیوں سے بھی پردہ اُٹھاتا ہے۔ وہ چین کے انقلاب کے پیچھے چھپی ہوئی سامراجی طاقتوں کی بربریت اور سرمایہ داروں کی ریشہ دوانیوں کے پردے بھی چاک کرتا ہے۔ اور جب وہ ہندوستان کی سرزمین پر قدم رکھتا ہے تو اُس کو تحریک آزادی اور تقسیم ہندوستان کے دوران بے گناہ مارے جانے والوں کی چیخیں بھی سنائی دیتی ہیں اس طرح کے بہت سے واقعات و مشاہدات جو انسانی لاشعور کا حصہ بن چکے ہیں موقع ملتے ہی باہر آجاتے ہیں اور فلیش بیک تکنیک کا نام پاتے ہیں۔ یہ وہ تکنیک ہے جو کسی بھی لکھنے والے کو تخیل کی بلند پروازی کے ذریعے وقت کے قید سے آزاد کر کے زمانوں، قرنوں اور صدیوں کی سیر کراتی ہے۔ جب سفر جسمانی سطح سے بلند ہو کر ذہنی سطح پر آتا ہے تو تخیل کی پرواز تلاطم برپا کر دیتی ہے۔ جذبات واحساسات کے بہاؤ میں پر شکوہ الفاظ، تشبیہات واستعارات، رمز و کنایہ وغیرہ کا بر محل استعمال اسلوب کی دلکشی اور حسن میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔

فلیش بیک فلم، ڈرامہ، ناول، افسانہ، سفر نامہ کا وہ حصہ ہوتا ہے جو کہ معمول کی ترتیب کو توڑ کر ادیب یا سفر نامہ نگار ماضی میں چلا جاتا ہے مذکورہ اصناف میں پیش کردہ کرداروں کی یادیں۔ ادیب یا سفر نامہ نگار کی ذاتی سوچوں سے منسلک ماضی کے اہداف کے حوالہ سے بیان اور پھر حال کے واقعات سے اُن کا ربط جوڑنا یہ فلیش بیک تکنیک کا بنیادی کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُردو کی نثری اصناف سخن اور شاعری خاص طور پر نظم میں کمال مہارت سے اس کا استعمال کیا گیا ہے۔ جہاں تک صنف سفر نامہ نگاری کی بات ہے آج سفر نامہ مقبولیت کے جس مقام پر پہنچ چکا ہے اس میں اُردو ادب کے بڑے ادیبوں کی محنت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے پیچھے اُن کے ہنر مندی اور جدید تجربات کا بہت بڑا عمل دخل ہے۔ اگرچہ بہت سے نقادوں نے اس صنف سخن میں اسلوب اور تکنیک کے تجربات کو یکسر رد کر دیا۔ اس کے باوجود جدید تکنیک کے جو تجربات منظر عام پر آئے اُن سے سفر نامہ نگاری کو فروغ بھی ملا اور پڑھنے والوں کی تعداد میں اضافہ بھی ہوا۔ ڈاکٹر انور سدید نے اس بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کچھ ان الفاظ میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"تکنیک کے اعتبار سے سفر نامہ ایک ایسی صنف اظہار سے جس میں بہت زیادہ تجربوں کی گنجائش موجود نہیں۔"(۱۹)

لیکن پھر بھی اس صنف سخن کو جب تختہ مشق پر چڑھا کر جدید اسلوب اور تکنیک کے تجربات کیے گئے تو یہ صنف تمام دیگر اصناف کو پیچھے چھوڑ کر بیانیہ ادب کی صف اول میں شامل ہو گئی۔ اس میں افسانوی رنگ اور ڈرامائی ترکیب اور تخیل کی آمیزش نے ایسی اندرونی فضا تخلیق کی جس پر ایک متحرک فلم کا گمان ہوتا ہے اور سب سے بڑا کر سفر نامہ نگار کی ذات اُس کے جذبات و احساسات جو بیرونی مناظر سے تحریک پا کر ہمارے سامنے زندگی کی تہہ در تہہ پردوں میں چھپے حقائق کو منظر عام پر

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.2 2021

لاتے ہے جن کا تعلق ماضی، حال اور مستقبل سے ہوتا ہے۔ سفر نامہ نگاروں کے ہاں فلیش بیک تکنیک کے استعمال کا جہاں تک سوال ہے اس کو سمجھنے کے لیے انسانی نفسیات کو سمجھنا از حد ضروری ہے۔ یہ قطعاً ایک آسان تکنیک نہیں اس کے استعمال اور سمجھنے میں کافی پیچیدگیاں ہیں اکثر لوگ "فلیش بیک" اور "شعور کی رو" میں فرق محسوس نہیں کرتے جبکہ ان میں کافی فرق ہے ایک کو دریا کی لہر اور دوسری کو سمندر کی لہر تصور کیا جائے تو ایک محدود حد تک سفر کرتی ہے اور دوسری لا محدود وسعتوں کے اندر تک جاتی ہے۔ منبع دونوں کا ایک ہے مگر طریقہ استعمال دونوں کا الگ الگ ہے۔ کسی بھی ادیب کو ایک منظر سے دوسرے منظر کو تبدیل کرنے کے لیے بدل، ارتفاع اور نمائندگی کا پورا پورا علم ہونا اشد ضروری ہے۔ اس میں چیزوں کے درمیان نسبتی تعلق کس طرح ایک منظر سے دوسرے منظر اور ایک چیز یا کردار سے دوسرے کو بدلتا ہے اس فنی مہارت کے لیے Principle of Substituation یا Sublimation یا Presentional کے اُصول سے واقفیت ہونی چاہیے۔ تاکہ بیانیہ دلکش اور دور اس اثرات کا حامل ہو۔ فلیش بیک تکنیک کے حوالہ سے سفر ناموں کا جائزہ لیں تو ایسی سفری روداد میں اُفقی صورت حال کے برعکس عمودی گہرائی کا پہلو زیادہ نمایاں ہے۔ اس تکنیک کے تحت لکھے گئے سفر ناموں میں سفر نامہ نگار کی ذہنی، نفسیاتی اور جذباتی زندگی کی کشاکش مؤثر انداز میں سامنے آتی ہے۔ جس سے اُس کا ماضی، حال اور مستقبل بیک وقت متحرک ہو جاتا ہے جس طرح بظاہر کائنات میں تغیرات کی بے ترتیبی نظر آتی ہے لیکن اس کے باطن میں ایک ترتیب موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح فلیش بیک کے تحت لکھی جانے والی تحریروں میں بظاہر بے ترتیبی نظر آتی ہے لیکن اس کے اندر ایک فطری نظم و ترتیب موجود رہتی ہے۔ اس کی تفہیم کے لیے زیرک نظری اور باریک بینی کی اشد ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو جذبات و احساسات اور کیفیات و واقعات میں اُلجھاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ فلیش بیک تکنیک کے اندر بہت زیادہ موضوعاتی وسعت ہے۔ اُردو ادب میں خاص طور پر سفر نامہ نگاروں نے اس تکنیک سے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔ سفر نامہ جس کے بارے میں اکثر نقاد اس رائے کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں کہ اس میں تکنیک کے تجربات کی گنجائش کم ہے۔ اُن کی اس رائے کو جدید سفر نامہ نگاروں نے رد کر دیا اور سفر ناموں میں فلیش بیک کو مؤثر حربے کے طور پر بروئے کار لائے ہیں۔ فلیش بیک کے ذریعہ سفر نامہ نگاروں نے ذاتی مشاہدات و تجربات کے بیان کے ساتھ، حال کے تناظر میں قدیم معاشروں، تہذیبوں، فنونِ لطیفہ، فنِ تعمیر، سیاست، تعلیم، شاعری، کے ساتھ روایات کو بھی حال کے آئینہ میں پیش کیا۔ بنیادی طور پر مذکورہ موضوعات کے ساتھ دیگر موضوعات جو کہ متنوع حیات کے نمائندہ ہیں۔ اُن کی باہم مماثلت کے ساتھ ساتھ اچھائیوں یا برائیوں سے جب ایک سفر نامہ نگار جس حد تک متاثر ہوتا ہے وہ اُس کو اُسی جذبہ سے پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے سفر نامہ نگار فلیش بیک میں خاص طور پر اُنہی موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں جو اُن کی روح کو متاثر کرتے ہیں یا اُن کے شعور میں بسے واقعات و تجربات کی یکسانیت یا تضاد کا رشتہ پیش منظر کی خوبصورتی یا بدصورتی سے جڑ جاتا ہے۔ چونکہ انسانی زندگی میں رُونما ہونے والے بہت سے واقعات اُس کے ذہن پر نقش ہو جاتے ہیں جیسے ہی اُس سے ملتا جلتا کوئی واقع دوبارہ زندگی کے کس لمحہ میں اُس کے سامنے آجاتا ہے تو اُس کے لاشعور میں سے ماضی کے واقعات حال کے واقعات کی باہمی مماثلت سے تحریر یا تقریر کی صورت میں ظاہر ہو جاتے تھے۔ اُردو ادب میں داستان، ناول، افسانہ، ڈرامہ، فلم اور خاص طور پر سفر ناموں میں فلیش بیک کا بطور ادبی تکنیک استعمال مؤثر نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر نذر عابد اس بارے میں بیان کرتے ہیں:

> "اُردو زبان ایک زندہ زبان ہے۔ جو اپنے اندر دیگر زبانوں آیا وہ ملک کے اندر بولی جانی والی دیگر زبانیں ہو یا دُنیا کے دیگر خطوں میں بولی جانے والی زبانیں ہو اُن کے الفاظ اور اصطلاحات کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ فی زمانہ اُردو زبان نے بہت سی دیگر زبانوں کے ساتھ ساتھ انگریزی کے بہت سے الفاظ، محاورات، اصطلاحات مثلاً ناول، ڈرامہ، فلم، تھیٹر وغیرہ اپنے اندر جذب کرنے کے بعد من و عن معانی میں استعمال کر کے اپنی قابلیت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اسی طرح ماضی کے واقعات و تجربات کو بیان کرنے کے لیے فلیش بیک اور مستقبل کے واقعات کو حال میں بیان کرنے کے لیے فلیش فارورڈ کا مؤثر استعمال بھی کیا جو کہ اُردو زبان کے پس روی (فلیش بیک) اور پیش روی (فلیش فارورڈ) کی شکل کی اصطلاحات ہیں۔"(۲۰)

ڈاکٹر نذر عابد نے نہایت احسن طریقہ سے اپنی فہم و بصیرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس اصطلاح کی وضاحت کی اور اُردو زبان کی خوبیوں کو اُجاگر کیا ہے۔ اُردو کی دیگر اصنافِ سخن میں اس کے استعمال کے علاوہ خاص طور پر سفر ناموں میں فلیش بیک تکنیک نے ایک ایسے حربے کی صورت اختیار کر لی ہے کہ سفر نامہ تاریخ کی جگہ ایک زندہ اور متحرک نثری فن پارے کے ساتھ متحرک فلم کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں فلیش بیک تکنیک ایک ایسا اندازِ بیان ہے جو حال کے واقعات اور مشاہدات سے جوڑے ماضی کے واقعات و تجربات کو منظرِ عام پر لانے کا وسیلہ ہے اور جس کی بدولت ماضی کی متحرک تصاویر صاف شفاف انداز میں تخیل

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.2 2021

کی رو میں بہہ کر صفحہ قرطاس پر منعکس ہو جاتی ہیں۔ فلیش بیک تکنیک کے ذریعہ اُن تجربات و مشاہدات کو جو منفی اور مثبت دونوں طرح کے ہوتے ہیں دوبارہ زندہ کیا جاتا ہے اور ادیب اپنے فن پارے میں پس منظری معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے اس تکنیک کو بطور حربہ استعمال کرتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، ادبی تنقید اور اسلوبیات، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۱ء، ص ۴۱

۲۔ ہارون الرشید تبسم، ڈاکٹر، ابراہیم جلیس ایک مطالعہ، جمہور پبلی کیشنز لاہور ۲۰۱۴ء، ص ۴۳۸

۳۔ اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر، اُردو ادب میں طنز و مزاح، بیت الحکمت لاہور ۲۰۰۴ء، ص ۵۷

۴۔ بحوالہ نفیسہ حق، ڈاکٹر، سفر نامہ فن و جواز، مشمولہ سہ ماہی الزبیر سفر نامہ نمبر بہاول پور اُردو اکادمی ۱۹۹۸ء، ص ۶۶

۵۔ فیروز الدین مولوی سنز، فروز اللغات لاہور س ن، ص ۳۷۲

۶۔ بحوالہ قاموس الاصطلاحات، مشمولہ، اُردو افسانے میں اسلوب و تکنیک کے تجربات، پورب اکیڈمی اسلام آباد ۲۰۱۰ء، ص ۱۵

۷۔ بحوالہ قومی انگریزی لغت، جمیل جالبی ڈاکٹر، مشمولہ اُردو افسانے میں اسلوب و تکنیک کے تجربات، ص ۱۶

۸۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۱۹۹۷ء، ص ۴۷

۹۔ عمر فاروق، ڈاکٹر، نقد و ادب، بھارت آفسٹ پریس دہلی ۲۰۰۴ء، ص ۹۰

۱۰۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی (توضیحی) لغت، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۲۰۱۱ء، ص ۹۲

۱۱۔ ممتاز شیریں، معیار تنقید، نیا ادارہ لاہور ۱۹۶۳ء، ص ۱۷

Akhter Lahore, Page:648 Rabia 21st Century concise Dictionary, Edit by M Zaman, Naved .12

New Oxford Dictionary, Ashly, 2011 Page:1589 .13

۱۴۔ بحوالہ انگلش ڈکشنری، مشمولہ اُردو افسانے میں اسلوب و تکنیک کے تجربات، ص ۱۶

New Learner Dictionary london Page:587 .15

Collin Sons, collin Double Encyclopedia, London Page:20 .16

literary theory Page:321 & J.A Cuddin, the Peguin Dictionary of literary terms .17

۱۸۔ انور سدید، ڈاکٹر، اُردو ادب میں سفر نامہ، مغربی پاکستان اُردو اکادمی لاہور س ن، ص ۶۶

۱۹۔ انور سدید، ڈاکٹر، اُردو ادب میں سفر نامہ، ص ۷۶

۲۰۔ نذر عابد، ڈاکٹر، انٹرویو، ۳۰ دسمبر ۲۰۱۶ء